بے حس گناہ،

انجام سے بے خبر مسلمان!

از: عائشہ أمۃ النور بنت جمیل الدین

بے حس گناہ؛انجام سے بے خبر مسلمان!

الحمد لله وحده والصلاه والسلام على من لا نبي بعده، ربي يسر وأعن!

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج ہم ایک ایسے معاشرے میں زندگی بسر کر رہے ہیں جس کی اکثریت ایسے گناہوں میں ملوث ہے جو انسان کی دنیا اور آخرت کی ہلاکت وبربادی کا ذریعہ ہیں! ایسے گناہ جو ہمارے درمیان عام ہو چکے ہیں مگر ہم اس سے لاعلم ہیں۔ آج کے مسلمان ایسے بے حس (کبیرہ) گناہوں کے شکار ہیں کہ جن کے انجام سے ہی بے خبر اور غافل ہیں۔۔!(نسأل الله السلامة)

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «"أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الكَبَائِرِ؟ قُلْنَا : بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : الإِشْرَاكُ بِاللَّهِ، وَعُقُوقُ الوَالِدَيْنِ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ : أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ، أَلاَ وَقَوْلُ الزُّورِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ فَمَا زَالَ يَقُولُهَا، حَتَّى قُلْتُ : لاَ يَسْكُتُ»[1]

"کیا میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کیا: ضرور بتائیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم!، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اللہ کے ساتھ شرک کرنا، اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی، اور جھوٹی گواہی بھی (سب سے بڑے گناہ ہیں)، آگاہ ہو جاؤ جھوٹی بات بھی، اور جھوٹی گواہی بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے مسلسل دہراتے رہے اور میں نے سوچا کہ آپ خاموش نہیں ہوں گے۔"

اس حدیث کی تشریح میں امام ابن حجر الہیتمی رحمہ اللہ علیہ (۹۷۳ أو ۹۷۴ھ) فرماتے ہیں:

---

١ ۔ صحيح البخاري : ٥٩٧٦

"غور کریں! کہ کس طرح (کبیرہ گناہوں کی فہرست میں) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک جیسے سنگین گناہ کے ساتھ والدین کے ساتھ بد سلوکی اور نافرمانی کو برابر رکھا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر والدین اپنی اولاد کو اللہ کا شریک بنانے پر مجبور کریں، تب بھی ان کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔!"[۲]

نبی کریم ﷺ نے جب کبیرہ گناہوں کا ذکر فرمایا تو سب سے پہلے اللہ کے ساتھ شرک، پھر والدین کی نافرمانی، اور پھر خاص اہتمام کے ساتھ بار بار جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ کا جھک کر بیٹھ جانا اور ایک بات کو کئی بار دہرانا ہمیں ان گناہوں کی سنگینی کا اندازہ دلاتا ہے۔ یہ کوئی عام گناہ نہیں بلکہ وہ خطرناک اعمال ہیں جو انسان کے ایمان اور آخرت کو برباد کرسکتے ہیں۔

۱۔ والدین کی نافرمانی:

آج کا دور وہ دور ہے کہ جہاں اولاد والدین کو بوجھ سمجھنے لگی ہے، ان کی خدمت کو ذلت سمجھا جارہا ہے، ماں باپ کی باتوں پر چڑ جانا، انہیں جھڑک دینا یا نظر انداز کرنا یہ سب کچھ عام ہوتا جارہا ہے۔ جبکہ قرآن مجید نے والدین کو "اُف" تک کہنے سے منع فرمایا بلکہ ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کا حکم دیا نیز ان کے لئے دعائے رحمت کرنے کی تلقین کی، اور حدیث میں والدین کی نافرمانی کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا ہے۔!

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا، وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي

۲۔ الزواجر عن اقتراف الكبائر للهيتمي: ۲/۱۰۷

صَغِيرًا ﴾[۳]

"اور تمہارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہارے سامنے دونوں میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو "اف" تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے نرم گفتگو کرو، اور شفقت سے ان کے سامنے بازو جھکا دو اور کہو اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔"

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالٰی نے اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر "والدین کے ساتھ حسن سلوک" کا حکم دیا ہے، جس سے والدین کی اطاعت، ان کی خدمت اور ان کے ادب و احترام کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ گویا "ربوبیت الٰہی" کے تقاضوں کے ساتھ "اطاعت والدین" کے تقاضوں کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔ احادیث میں بھی اس کی اہمیت اور تاکید کو خوب واضح کر دیا گیا ہے، پھر بڑھاپے میں بطور خاص ان کے سامنے "ہوں" تک کہنے اور ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے سے منع کیا ہے، کیونکہ بڑھاپے میں والدین تو کمزور، بے بس اور لاچار ہو جاتے ہیں، جب کہ اولاد جوان اور وسائل معاش پر قابض و متصرف ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جوانی کے دیوانے جذبات اور بڑھاپے کے سرد و گرم چشیدہ تجربات میں تصادم ہوتا ہے۔ ان حالات میں والدین کے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ تاہم اللہ کے ہاں سرخ رو وہی ہو گا جو ان تقاضوں کو ملحوظ رکھے گا۔[۴]

۳۔ سورۃ الإسراء : ٢٣-٢٤

٤۔ تفسیر احسن البیان : مذکورہ آیت کی تفسیر

والدین کی خدمت؛ جہاد سے افضل عمل:

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ : أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ، قَالَ : فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ : نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا، قَالَ : فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ؟، قَالَ : نَعَمْ، قَالَ : فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا»[5]

"ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں تاکہ اللہ سے اجر حاصل کر سکوں، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں!، بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم واپس جاؤ اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ (یہی تمہارا جہاد ہے)"

مذکورہ حدیث والدین کی خدمت کی عظمت اور اس کے اجر کو بیان کرتی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ جہاد اور ہجرت جیسے عظیم عمل کے لیے حاضر ہوئے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے پہلے یہ دیکھا کہ کیا ان کے والدین زندہ ہیں۔ جب پتا چلا کہ دونوں زندہ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کریں، اور اس عمل کو جہاد کے برابر اجر کا باعث قرار دیا۔

- **اس حدیث سے مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:**

۱۔ والدین کی خدمت بعض اوقات جہاد جیسے بڑے اعمال سے بھی افضل ہو سکتی ہے، خصوصاً جب وہ زندہ ہوں اور انہیں اولاد کی ضرورت ہو۔

۲۔ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کو معمولی نیکی نہیں بلکہ عظیم ترین عبادات میں شمار کیا گیا ہے۔

۵۔ صحيح مسلم : كتاب البر والصلة : ٢٥٤٩

۳۔ دین میں توازن یہ ہے کہ پہلے والدین کے حقوق ادا کیے جائیں، پھر دیگر اعمالِ صالحہ۔ یادرکھیں! اگر ماں باپ بوڑھے ہو جائیں، بیمار ہو جائیں، یا باتیں بار بار دہرانے لگیں تو یہی آپ کا امتحان ہے! یہ وہ وقت ہے کہ والدین کی خدمت آپ کے لیے جنت کمانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔(ان شاء اللہ)

۲۔ جھوٹ اور جھوٹی گواہی:

آج کے معاشرے میں جھوٹ کو چالاکی، سیاست، ہوشیاری اور "سیلف ڈیفنس" کا نام دے دیا گیا ہے۔ کاروبار میں، رشتوں میں، عدالتوں میں، حتیٰ کہ سوشل میڈیا پر بھی جھوٹ عام ہو چکا ہے۔ جبکہ حدیث میں مذکور ہے کہ جھوٹی گواہی اللہ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو اتنی شدت سے بیان کیا گویا یہ ایمان کے منافی ہو۔

قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر جھوٹ کی سخت مذمت آئی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس قبیح عمل سے اجتناب کا حکم دیا، اس عمل کو ایمان کے منافی قرار دیا، جھوٹ بولنے والوں پر لعنت کی، نیز اہلِ کذب کو جہنم کا مستحق قرار دیا۔

جھوٹ سے اجتناب کا حکم:

قرآنِ مجید میں جھوٹ کو ایک گھناؤنا اور ایمان شکن عمل قرار دیا گیا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ﴾[٦]

"پس بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔"

قولِ زور سے مراد جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی ہے۔ یہ آیت واضح طور پر جھوٹ کو

٦۔ سورة الحج : ٣٠

شرک کے قریب ذکر کرتی ہے۔

"جھوٹ" ایمان کے منافی ہے:

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کو ایمان سے محروم قرار دیتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ [7]

" جھوٹ تو وہی لوگ باندھتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے اور وہی لوگ اصل جھوٹے ہیں۔"

گویا جھوٹ انسان کے دل سے ایمان کی روشنی کو چھین لیتا ہے۔

جھوٹ گھڑنے والوں کے لیے سخت وعید:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ﴾ [8]

"تباہی ہے جھوٹ گھڑنے والوں کے لیے"

یہ صرف الفاظ نہیں بلکہ ایک غضبناک اعلان ہے کہ جھوٹا شخص اللہ تعالیٰ کی لعنت اور ہلاکت کا مستحق ہے۔(نسأل الله السلامة)

جھوٹ پھیلانے والوں کا عذاب:

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَانْطَلَقْنَا فَأَتَيْنَا عَلَى رَجُلٍ مُسْتَلْقٍ لِقَفَاهُ، وَإِذَا آخَرُ قَائِمٌ عَلَيْهِ بِكَلُّوبٍ مِنْ حَدِيدٍ، وَإِذَا هُوَ يَأْتِي أَحَدَ شِقَّيْ وَجْهِهِ فَيَشُقُّهُ بِكَلُّوبٍ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ بِالشِّقِّ الآخَرِ مِثْلَ ذَلِكَ،

٧۔ سورة النحل : ١٠٥

٨۔ سورة الذاريات : ١٠

فَيَلْتَئِمُ هَذَا الشِّقُّ فَيَعُودُ فَيَفْعَلُ مِثْلَ ذَلِكَ...»[9]

"ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو اپنی پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا، اور ایک دوسرا شخص لوہے کی ہُک دار لاٹھی لیے اُس پر کھڑا تھا۔ وہ اُس لاٹھی سے ایک طرف کا چہرہ پھاڑ دیتا، یہاں تک کہ اُس کا گوشت پیچھے گردن تک چلا جاتا۔ پھر وہ دوسری طرف کا بھی یہی حال کرتا۔ جب ایک طرف کا گوشت واپس اپنی جگہ آتا تو دوبارہ اسے پھاڑنا شروع کر دیتا۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے آخر میں فرمایا: **«فَإِنَّهُ الرَّجُلُ يَغْدُو مِنْ بَيْتِهِ فَيَكْذِبُ الْكَذْبَةَ تَبْلُغُ الآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»**[10]

"یہ وہ شخص ہے جو صبح اپنے گھر سے نکلتا ہے اور ایسا جھوٹ بولتا ہے جو دُور دُور تک پھیل جاتا ہے، تو قیامت تک یہی عذاب اس پر جاری رہے گا!"

یہ حدیث جھوٹ کے اثرات، نیز خصوصی طور پر جھوٹ (افواہوں، سوشل میڈیا میں جھوٹ، پروپیگنڈا) پھیلانے والوں کے خلاف سخت ترین وعید اور تنبیہ ہے۔ "جھوٹ" صرف الفاظ نہیں، بلکہ معاشروں کو بگاڑ دینے والا فتنہ ہے۔!

لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولنے والے کی سزا:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **«وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ»**[11]

"اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے۔ ہلاکت

٩۔ صحيح البخاری: ٧٠٤٧
١٠۔ صحيح البخاری: ٧٠٤٧
١١۔ سنن لأبي داود: ٤٩٩٠، حسنه الألباني رحمه الله

ہے اُس کے لیے، ہلاکت ہے اُس کے لیے!"

مذکورہ حدیث ہمیں اس عام مگر خطرناک عادت کی طرف توجہ دلاتی ہے جو ہمارے معاشرے میں محض "بس مذاق تھا" کہہ کر کی جاتی ہے۔ لوگ دوسروں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ گھڑ لیتے ہیں، مبالغہ کرتے ہیں، کہانیاں بنا لیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سنگین گناہ ہے جس پر رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تین بار "وَيْلٌ لَهُ" (تباہی ہو اس کے لیے) کی وعید سنائی۔

جھوٹ "نفاق" کی علامت:

جھوٹ نفاق کی پہلی نشانی ہے، یعنی یہ ایک مسلمان کے باطن اور ظاہر کے درمیان پھوٹ ڈالنے والا گناہ ہے۔

ابوہریرہ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا: «آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلاَثٌ : إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ»[12]

"منافق کی علامتیں تین ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔"

یہ حدیث نفاق کی واضح علامتوں کو بیان کرتی ہے، جن میں سب سے پہلی علامت "جھوٹ بولنا" ہے۔

نفاق کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نفاقِ اعتقادی (کفر): وہ جس میں دل سے اسلام کا انکار مگر زبان سے اقرار کیا جائے۔

۲۔ نفاقِ عملی (گناہ): وہ جس میں انسان کے عمل منافقوں کی عادات سے مشابہ ہوں۔

۱۲۔ متفق عليه، واللفظ للبخاري : باب علامة المنافق : ۳۳

مثلا: جھوٹ، وعدہ خلافی، اور امانت میں خیانت وغیرہ۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو شخص مسلسل جھوٹ بولتا ہے، وعدے توڑتا ہے اور امانت میں خیانت کرتا ہے، وہ منافقین کے طور طریقوں کی طرف بڑھ رہا ہے، اور ایمان کی اصل روح سے محروم ہو رہا ہے۔

یاد رکھیں کہ جھوٹ بولنے والا انسان دھیرے دھیرے اللہ اور لوگوں کی نظر میں ناقابلِ اعتماد ہو جاتا ہے۔ جبکہ ایک مؤمن کی پہچان اس کی سچائی اور امانت داری سے ہوتی ہے، اور جھوٹ سے یہ پہچان ختم ہو جاتی ہے۔

- **جھوٹ کی مذمت اور اس سے بچنے کی تلقین پر سلف کے چند اقوال:**

۱۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ (۱۳ھ) فرماتے ہیں: «أَيُّهَا النَّاسُ! إِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ؛ فَإِنَّهُ مُجَانِبُ الإِيمَانِ»[۱۳]

"اے لوگو! جھوٹ سے بچو؛ یہ ایمان سے دور لے جانے والی چیز ہے۔"

۲۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (۲۳ھ) فرماتے ہیں: «لا تَجِدُ الْمُؤْمِنَ كَذَّابًا»[۱۴]

"تم (عادتاً) بہت جھوٹ بولنے والے کو مومن نہیں پاؤ گے۔"

۳۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ (۲۳ھ) خطبہ کے دوران فرمایا کرتے تھے: «لَيْسَ فِيمَا دُونَ الصِّدْقِ مِنَ الْحَدِيثِ خَيْرٌ؛ مَنْ يَكْذِبْ يَفْجُرْ، وَمَنْ يَفْجُرْ يَهْلِكْ»[۱۵]

"سچ سے کم درجے کی گفتگو میں کوئی خیر نہیں؛ جو شخص جھوٹ بولے وہ گناہ میں جا گرتا

۱۳۔ موسوعة ابن أبي الدنيا: ۲۰۹/۵

۱۴۔ موسوعة ابن أبي الدنيا: ۲۰۹/۵

۱۵۔ موسوعة ابن أبي الدنيا: ۲۰۹/۵

ہے، اور جو گناہ میں ڈوبے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔!"

۴۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۰ھ) فرماتے ہیں: «الْكَذِبُ جِمَاعُ النِّفَاقِ»[16]

"جھوٹ نفاق کی جڑ ہے۔(یعنی نفاق کی ساری شاخیں جھوٹ سے نکلتی ہیں)"

۵۔ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: «الصِّدْقُ وَالْكَذِبُ يَعْتَرِكَانِ فِي الْقَلْبِ حَتَّى يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ»[17]

"سچ اور جھوٹ دل میں لڑتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ ان میں سے ایک دوسرے کو باہر نکال دیتا ہے۔"

یعنی دل ایک ہے۔ اس کے اندر یا تو سچ بسے گا یا جھوٹ!، ایک ہی دل میں دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

قارئین! غور کریں کہ صرف دنیا بچانے کے لیے ہم کتنی بار جھوٹ بولتے ہیں لیکن آخرت کے عذاب کو بھول جاتے ہیں، نیز اس قبیح عمل کے سبب کئی محرومیاں اپنے سر لے لیتے ہیں۔

خلاصہ: والدین کی خدمت اور ان کی دعائیں جنت کے دروازے کھولتی ہیں، اور ان کی ناراضگی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دیتی ہے۔

اسی طرح سچائی انسان کو نیکی کے دروازوں تک لے جاتی ہے اور آخرکار جنت تک؛ جبکہ جھوٹ بدی، بے خوفی، گناہ اور پھر جہنم کی راہ کھولتا ہے۔ "مسلسل جھوٹ" انسان کو اللہ کے نزدیک "کذاب" لکھوا دیتا ہے، پھر اس کا شمار "کاذبین" میں ہونے لگتا ہے، یہ صرف زبان کی خطا

١٦۔ الزهد للإمام أحمد : ٤٧١

١٧۔ موسوعة ابن أبي الدنيا : ٥/٢١٣

نہیں بلکہ انجام کا فیصلہ ہے۔!

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ ہمیں والدین کا حقیقی فرمانبردار بنائے، ان کی نافرمانی سے بچائے، اور جھوٹ سے کلی طور پر بچتے ہوئے ہمیشہ سچائی اور حق بات کی پیروی کرنے کی توفیق دے۔آمین یارب

از: عائشہ أمۃ النور بنت جمیل الدین